اظہار خیال

قرآن کریم، اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے رسول اللہ ﷺ کے ذریعے کیا گیا آخری خطاب ہے۔

قرآن بظاہر ایک کتاب ہے، لیکن درحقیقت یہ ایک ایسی نعمت ہے جو ہر ایک دل میں جلوہ فگن ہے۔ قرآن کریم کی ہر آیت یکتا و بے مثل ہے، ترتیب اور شستگی الفاظ، بیان کی خصوصیات، سورتوں کا غیر معمولی آغاز و اختتام، آیات کی روانی، بے مثل افکار رسانی اور الفاظ کا ایک حسین امتزاج کا نظارہ اور کیف آور اور وجد آفریں ہے۔

قرآن کریم کے الفاظ وآیات اس قدر جامع اور وسیع المعنی ہیں کہ کسی بھی زبان میں ان کے ترجمہ کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ الفاظ وآیات کی مفصل تفسیر تو کی جاسکتی ہے لیکن ان کے معانی ومفہوم کا ہمہ جہت اور مکمل احاطہ کرنا ناممکن ہے۔

قرآن حکیم ابدی اور سرمدی تعلیمات کا مجموعہ اور احکام خداوندی کا ماخذ ہے، جو ہر زمانہ میں پیدا شدہ مسائل کا حل کامیابی کے ساتھ پیش کرتا ہے اور یہی وہ قرآنی اعجاز ہے جس سے دوسری کتابیں محروم ہیں۔ علمائے امت پر ایک بھاری ذمہ داری ہے کہ وہ اس عظیم کتاب کا ترجمہ اور تفسیر کے ذریعے ملت کی راہنمائی کریں۔

یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے دور رسالت سے لے کر آج تک ہر دور میں قرآن پاک کی تفسیر کو اپنا نصب العین بنایا۔

دنیا میں ترجمہ کی روایت کا آغاز کب اور کیسے ہوا یہ ایک سربستہ راز ہے، قرآن کریم میں انسانی رنگتوں اور زبانوں یا بولیوں کے اختلاف کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں شمار کیا گیا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کی دنیا میں آبادی کے بعد جب انسانوں کی بولیوں میں یہ اختلاف اور تنوع پیدا ہوا ہوگا تو انہیں ایک دوسرے کی بات سمجھنے کے لیے ترجمے کی ضرورت پیش آئی ہوگی اور یوں ترجمے کی ابتدا ہوئی ہوگی۔ پھر تدریجاً ترجمے کی روایت میں پختگی اور باقاعدگی پیدا ہوئی اور

ترجمے نے دنیا میں ایک اہم ادبی صنف اور تخلیقی عمل کے طور پر اپنے قدم مضبوطی سے جمالیے۔ اور جب آپ ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو اس وقت عرب دنیا تحریر وکتابت کے ساتھ ساتھ ترجمے کی اس روایت سے بھی آگاہ ہو رہی تھی تو اس طرح مسلمانوں کے ہاں ترجمے کی روایت کی ابتدا بالکل ابتدائی دور سے ہوگئی تھی۔

جہاں تک آپ کی ذات مبارکہ کا تعلق ہے تو اس پر تمام مفکرین کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ عربی زبان کی مختلف بولیوں سے بخوبی آگاہ تھے اور آپ اپنے پاس آنے والے وفود سے خود انہیں کی زبان اور لہجہ میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

آپ ﷺ نے ۶ ھ میں صلح حدیبیہ کے بعد، عرب اور بیرون عرب کے مختلف حکمرانوں کو خطوط تحریر کیے جن میں آپ نے قرآن حکیم کی آیات کا حوالہ دیا، اوران حکمرانوں نے ان خطوط کو اپنی زبانوں میں ترجمہ کروا کر سنا، جس کا ذکر صحیح بخاری میں بھی ملتا ہے۔ اس کے علاوہ مکہ مکرمہ میں ابتدا ہی سے دوسری زبانوں سے تعلق رکھنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ مثال کے طور پر حضرت بلال حبشیؓ، صہیب رومیؓ اور سلمان فارسی۔ اور آخر الذکر جن کے متعلق روایت ہے کہ انہوں نے اہل فارس کے مطالبے پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور سورۂ فاتحہ کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا تھا۔ اسی طرح سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جنہوں نے آپ ﷺ کے کہنے پر یہودیوں کی زبان سیکھی اور وہ ان کے خطوط کا جواب سریانی زبان میں دیا کرتے تھے۔

پھر اموی دور میں حضرت خالد بن یزید بن معاویہ نے سرکاری سرپرستی میں یونانی اور دوسری زبانوں کی کتب کا ترجمہ عربی میں شروع کرایا۔ دوسری اور تیسری صدی ہجری میں ''ترجمہ'' باقاعدہ ایک فن بن چکا تھا اور اس حوالہ سے خلیفہ مامون الرشید کے قائم کردہ دار الترجمہ اور دار الحکمت کو اسلامی تاریخ میں بڑی اہمیت حاصل رہی۔

جہاں تک برصغیر پاک وہند میں قرآن کریم کے تراجم کی روایت کا تعلق ہے تو اس کی ابتدا سندھی زبان سے ہوئی اور یہ ترجمہ تیسری صدی ہجری میں ایک عراقی عالم نے کیا جو سندھ میں رہ کر سندھی زبان سیکھ چکے تھے۔ تاہم قرآن کے ترجمہ کا باقاعدہ آغاز شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے فارسی زبان میں ہوا کیونکہ اس وقت کی سرکاری زبان فارسی تھی، اور برصغیر پاک وہند میں اس ترجمہ کی تاخیر کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ علماء کرام عربی زبان سے بخوبی واقف تھے، لہٰذا وہ عامۃ الناس کو اپنی

زبان میں وعظ و تبلیغ کے ذریعے قرآن کریم کی تعلیم سے آگاہ کر دیا کرتے تھے۔ اور دوسری وجہ یہ تھی کہ ابتداءً علمائے کرام، قرآن کے ترجمہ کو جائز نہ سمجھتے تھے۔ اسی وجہ سے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو علماء کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اگرچہ کچھ مفکرین کا خیال ہے کہ سب سے پہلا اردو ترجمہ قاضی محمد معظم سنبلی کا ہے، جسے انہوں نے ۱۱۳۱ء میں مکمل کیا، اور اس کا نام "تفسیر ہندی" رکھا۔ اور پھر مراد اللہ انصاری سنبلی نے اس کی ۱۱۸۵ھ میں تفسیر کی جو "تفسیر مرادیہ" کے نام سے مشہور ہوئی۔

ہمارے پاس بالاتفاق سب سے پہلا اردو ترجمہ شاہ رفیع الدین دہلوی کا ہے جو ۱۷۷۶ء میں لکھا گیا۔ پھر اس کے بعد ۱۷۹۰ء میں شاہ عبد القادر نے ترجمہ کیا اور یوں اس خاندان کا برصغیر پر ایک عظیم احسان ہے کہ انہوں نے اس اہم کام کا آغاز کیا۔ اس کے بعد برصغیر میں ترجمہ قرآن کی اس تحریک نے پوری طاقت اور قوت حاصل کر لی، اور اردو میں ترجمہ کی روایت دنیا کی بہت سی قدیم زبانوں کی تحریک سے آگے نکل گئی۔

اس وقت بلا مبالغہ قرآن کریم کے نظم و نثر میں سینکڑوں تراجم ہو چکے ہیں۔ مگر یہ سلسلہ مزید تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے اور ہر سال کئی نئے تراجم منظر عام پر آ رہے ہیں۔ ان امور کے پیش نظر اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اب تک قرآن پاک کے ہونے والے تراجم کا جائزہ لیا جائے، خصوصاً پاکستان کی علاقائی اور قومی زبانوں میں ہونے والے تراجم کا جائزہ لے کر عوام الناس اور اہل علم کی توجہ اس جانب مبذول کروائی جائے۔

فیکلٹی آف اسلامک لرننگ نے تین روزہ قومی قرآن کانفرنس کا اہتمام کیا جس کا انعقاد عالمی رابطہ ادب اسلامی، ہائر ایجوکیشن اسلام آباد، اور دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور کے تعاون سے ممکن ہوا۔ جس کا مقصد برصغیر پاک و ہند میں ہونے والے اس بابرکت کام کو خراج تحسین پیش کرنے کی جہاں ایک کوشش ہے، وہاں اب تک اس سرمایہ پر کیے گئے کام کا ایک علمی جائزہ ہے، جو اب سے پہلے تک نہ ہو سکا تھا۔ اس سلسلہ میں پورے ملک کی جامعات سے آئے ہوئے سکالرز نے اپنے اپنے علمی مقالہ جات پیش کیے جس کی جانچ پڑتال کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، جس نے ان تمام مقالہ جات کو زبان، اسلوب اور تحقیق کی بنیاد پر دیکھا اور اختلافی اور دل آزار حوالوں

سے بچتے ہوئے محض تحقیق کو معیار بنایا اور بعض مقامات کی طرف نشان دہی کرتے ہوئے مقالہ نگار حضرات سے رابطہ کیا اوران کی اصلاح کروائی گئی۔

اس کانفرنس کے بعض مقالات ''قافلہ ادب اسلامی'' کے دو مجلّات میں شائع کئے گئے اور باقی مقالات کو ہم اس مجلّہ علوم اسلامیہ میں شائع کررہے ہیں۔تمام مقالات کو ملا کر کتابی صورت میں بعد میں شائع کیا جائے گا۔(ان شاء اللہ)

اس تین روزہ قومی قرآن کانفرنس میں سفارشات مرتب کرنے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی،جس کی صدارت کا اعزاز پروفیسر ڈاکٹر معراج الاسلام ضیاء، پشاور یونیورسٹی کو بخشا گیا اور سیکریٹری کی ذمہ داری ڈاکٹر خالد ظفر اللہ، پرنسپل گورنمنٹ کالج سمندری کو سونپی گئی۔کمیٹی کے ممبران میں مولانا فضل رحیم،صدر عالمی رابطہ ادب اسلامی پاکستان، ڈاکٹر محمود الحسن عارف لاہور، حافظ عبد الرحمٰن مدنی لاہور، ڈاکٹر حافظ محمود اختر لاہور، ڈاکٹر محمد یحیی لاہور، ڈاکٹر ابراہیم محمد ابراہیم لاہور، ڈاکٹر شمس البصر بہاولپور، ڈاکٹر قاری محمد طاہر فیصل آباد، ڈاکٹر عمر حیات فیصل آباد، ڈاکٹر عبدالرشید کراچی، ڈاکٹر ثناء اللہ بھٹو سندھ،ڈاکٹر عبد الخالق سندھ، ڈاکٹر عبدالغنی سندھ، ڈاکٹر انعام الحق کوثر کوئٹہ، ڈاکٹر نور الدین جامی ملتان، ڈاکٹر محمد شریف سیالوی ملتان،ڈاکٹر عبد الرؤف ظفر،اور بندۂ اس ناچیز کا نام شامل ہیں۔

کانفرنس میں پڑھے جانے والے مقالہ جات اور ارباب علم ودانش سے مجلس مشاورت کی روشنی میں درج ذیل سفارشات مرتب کی گئی ہیں:

☆ تمام تراجم قرآنی کا جامع اشاریہ شائع کیا جائے۔

☆ قرآنی بورڈ کا قیام عمل میں لایا جائے جو کم از کم ۲۰ افراد پر مشتمل ہو اور ہر فرد اپنے فن اور مضمون کا ماہر ہو۔

☆ تراجم کا کام قرآنی بورڈ کی زیرنگرانی عمل میں لایا جائے۔

☆ ہر یونیورسٹی میں قرآن ریسرچ سیل / قرآن چیئر کا قیام عمل میں لایا جائے۔

☆ دنیا بھر میں مروج متنوع قراءت کے ترجمہ وتفسیر قرآن پر اثرات کا جائزہ لینے کے لیے ایم فل / پی ایچ ڈی کی سطح پر کام اس تحقیقی کام کو آگے بڑھایا جائے۔

☆ مارکیٹ میں مطبوعہ قرآن پر پروف ریڈنگ کی مہر ہونے کے باوجود اغلاط کا پایا جانا معروف

ہے۔اس کانفرنس کے ذریعے حکام بالا کو اس کی طرف توجہ دلانے کی کوشش کی جائے۔

☆ طلباء کی ہر سطح پر قراءت قرآنی کی تصحیح وتجوید کا اہتمام ہونا چاہیے۔ بالخصوص یونیورسٹی کی سطح پر اس اہتمام کی سفارش کی جاتی ہے۔

☆ اسلامیات لازمی میں نصاب قرآنی کا حجم بڑھایا جائے۔

☆ ڈاکٹر حمید اللہ کے مشن "القرآن فی کل لسان" کو دی اسلامی یونیورسٹی آف بہاولپور آگے بڑھائے۔ اس بارے میں ایک قرآنک ریسرچ سنٹر قائم کیا جائے اور ایک ویب سائٹ جاری کی جائے۔

☆ فری آن لائن تراجم کا بندوبست ہونا چاہیے۔

☆ پاکستانی زبانوں یا لہجوں میں سے جن میں ترجمہ قرآن نہیں ہے، کھوج لگا کر اس زبان میں مستند ترجمے کا اہتمام کیا جائے۔

☆ علوم القرآن پر جامع اشاراتی فہرست مرتب کی جائے۔

☆ جامعات کی سطح پر قرآن کے حوالے سے پراجیکٹ شروع کیے جائیں۔

☆ تراجم وحواشی اور تفاسیر سے غیر متعلقہ غیر مطبوعہ لٹریچر اور تحقیقی مقالہ جات کو شائع کیا جائے تاکہ اس میدان میں کام کرنے والوں کے لیے ان سے استفادہ آسان ہو۔

☆ قرآن وحدیث وسیرت کے شعبہ جات کے طلباء اور اساتذہ کے باہمی مطالعاتی دوروں کا اہتمام کیا جائے۔

☆ جامعات کی سطح پر قرآن کانفرنس کا سالانہ انعقاد یقینی بنایا جائے اور خصوصی طور پر دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور میں ہر سال یہ کانفرنس ضرور منعقد ہو۔

☆ قرآن ریسرچ سکالرز کے درمیان باہمی رابطے کا بندوبست ہو۔ اور تحقیقی کام کے معیار اور ضابطے مقرر ہوں۔

☆ قرآنک سٹڈیز (مطالعات قرآن کریم) میں بی اے آنرز ہونا چاہیے۔

☆ قرآن کے حوالے سے ریفریشر کورسز کا اہتمام ہونا چاہیے۔

☆ کالجز میں داخلہ کے لیے ناظرہ قرآن کی شرط لازم ٹھہرائی جائے۔

☆ ملک میں قائم مختلف قرآن لائبریریوں اور قرآنی محلات کے مخطوطات کی مائیکروفلمز بنا کر

قرآن مرکز میں محفوظ کیا جائے ۔اور انٹرنیٹ پر بھی جاری کیا جائے۔

☆ قرآن مجید کے حوالے سے پھیلائی جانے والی بدگمانیوں کا دقیق جائزہ لیا جائے اور ان پر لیکچرز، سیمینارز اور کانفرنسز کا اہتمام کیا جائے۔

☆ دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور بین الاقوامی سطح پر خدمت قرآن کے اداروں سے روابط بڑھائے تاکہ یونیورسٹی عالمی سطح پر اپنے اثرات بڑھا سکے بالخصوص شاہ فہد کمپلیکس مدینہ منورہ سے رابطہ کرکے جو تلاوت کے ساتھ ساتھ ترجمہ کے بارے میں بھی وسیع خدمات انجام دے رہا ہے۔

☆ اس کانفرنس میں پیش کردہ مقالہ جات کی اشاعت جلد از جلد یقینی بنائی جائے۔

تمام معززین ہاؤس نے ان سفارشات کی بھرپور تائید کی اور کانفرنس کے کامیاب انعقاد سے امید کی شمع روشن ہوئی کہ اس میدان میں کئی راہیں کھل سکتی ہیں۔

اس کانفرنس کی کامیابی لائق صد احترام عزت مآب وائس چانسلر دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور جناب ڈاکٹر بلال اے خاں صاحب کی مرہون منت تھی، کیونکہ جناب نے جس طرح اس کانفرنس کی سرپرستی فرمائی، اور شرکاء کانفرنس کے قیام وطعام کے لیے بہترین بندوبست کروائے، پھولوں اور خوشبوؤں میں رچا بسا ایک انتہائی خوبصورت ماحول مہیا کیا۔یہ سب کچھ آپ کے حسن ذوق، اعلی انتظامی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ اعلی اخلاقی رویوں کا بھی آئینہ دار تھا۔اور یہ آپ کی قرآن سے محبت اور علم دوستی کا بھرپور اظہار ہے۔اور میں اپنے رفقاء کار جناب ڈاکٹر شمس البصر صاحب چیئر مین شعبہ علوم اسلامیہ اور ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر صاحب ڈائریکٹر سیرت چیئر کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان کے تعاون اور جدوجہد سے یہ کانفرنس کامیاب ہوسکی۔

اللہ تعالی انہیں جزائے خیر دے۔ شکریہ

پروفیسر ڈاکٹر سلیم طارق خان
ڈین فیکلٹی آف سلامک لرننگ
دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور